نمبر ۳۳ ٹیلیفون

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ

الفضل

قادیان

خطبہ نمبر ۲۱

یوم ـــــــ شنبہ

جلد ۳۴	۱۵ ماہ احسان ۱۳۲۵ ہش	۱۴ رجب ۱۳۶۵ھ	۱۵ جون ۱۹۴۶ء	نمبر ۱۳۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق آج ۴ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ آج حضور نے خطبہ جمعہ خود پڑھا۔ اور بعد نماز جمعہ مرزا احمد ابو سعید صاحب مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد نماز مغرب تا عشاء مجلس میں تشریف فرما ہو کر حقائق و معارف بھی بیان فرماتے رہے۔

۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

۔ صاحبزادی سیدہ طیبہ بیگم صاحبہ کو کل سے پھر بخار ہو گیا۔ آج درجہ حرارت ۱۰۲ ہے۔ اور ضعف بھی بہت ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔

۔ خانصاحب راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال ناظر بیت المال مقرر ہوئے ہیں۔ اور آپ نے چارج لے کر کام شروع کر دیا ہے۔

آج بعد نماز مغرب سید عبد الکریم صاحب نے اپنے بھائی حافظ سید محمد انور صاحب کی دعوت ولیمہ

خطبہ جمعہ

انتخابات کی فہرستوں کی تیاری کے متعلق نہایت ضروری ارشاد

ہر احمدی کو سلسلہ کے کام کا اپنے آپ کو ذمہ وار سمجھنا چاہیے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۷ ماہ احسان ۱۳۲۵ ہش مطابق ۷ جون ۱۹۴۶ء

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میرے دانتوں میں چونکہ درد ہے۔ اور بولنے سے تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں

صرف چند منٹ

اور وہ بھی آہستہ آواز سے خطبہ کہہ سکونگا مگر پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو بیان کروں۔ جو آج بیان کرنا چاہتا ہوں میں نظارت امور عامہ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ میں نے بار بار ہدایت دی ہے کہ لڑکوں میں

اخلاق اور آداب کی عادت

پیدا کرنی چاہیئے۔ لیکن باوجود اس کے ماں باپ اور افسران اس طرف توجہ نہیں کرتے عجیب بات یہ ہے کہ ابھی چند دن ہوئے میں نے رات کی مجلس میں اس طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ

حرکات اور گفتگو میں وقار کی عادت

ہونی چاہیئے۔ جلدی سے کود کر آگے آنا اور دوسروں پر گرنا ناواجب بات ہے۔ لیکن میری اس تقریر کے چند دنوں کے اندر ہی یہ تو کہنا درست نہیں ہو سکتا۔ کہ میری آنکھوں کے سامنے کیونکہ اس طرف میری پیٹھ تھی لیکن میری موجودگی میں منبر کی طرف آتے ہوئے لڑکے اس طرح کود کر آگے آئے کہ وہ پہرہ داروں پر گرے۔ اور پہرہ دار مجھ پر گرنے۔ میں نظارت امور عامہ کے سپرد یہ معاملہ کرتا ہوں۔ وہ تحقیقات کریں کہ یہ لڑکے جو میرے سامنے بیٹھے ہیں کس سکول کے ہیں۔ پھر جس سکول کے یہ لڑکے ثابت ہوں۔ اس کے

افسران کو تنبیہہ

کریں۔ ان لڑکوں کے متعلق میں حکم دیتا ہوں۔ کہ تین مہینہ تک یہ اس مسجد کے صرف جنوب مشرق کونہ میں بیٹھ سکتے ہیں کسی اور حصہ میں نہیں بیٹھ سکتے (اس موقعہ پر حضور نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) وہ کونہ جو نظر آرہا ہے۔ اس کے

آخری حصہ میں

ان کو بیٹھنے کی اجازت ہوگی۔ قریب آنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اور امور عامہ اس بات کا ذمہ وار ہوگا۔ کہ اس کے آدمی آئندہ اس امر کی نگرانی رکھیں۔ کہ یہ لڑکے امام کے راستہ میں یا اس کے قریب تو نہیں بیٹھتے۔

اس کے بعد میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ

الیکشن پھر ہونے والے ہیں

اور ان کے لئے لسٹیں بن رہی ہیں میرے پاس جو رپورٹیں آتی رہتی ہیں۔ ان سے مجھے یہ بات نہایت افسوسناک طور پر معلوم ہوئی ہے۔ کہ جماعتیں پورے طور پر اس کام کی طرف توجہ نہیں کر رہیں۔ اور تو اور

قادیان کی جماعت

کا یہ حال ہے کہ ناظر امور عامہ نے مجھے لکھا کہ میں بعض محلوں میں گیا۔ تو باوجود اس کے کہ اعلان پر ڈیڑھ مہینہ گذر چکا ہے۔ ایک پریذیڈنٹ نے کہا کہ ہم غور کر رہے ہیں۔ کل یا پرسوں کام شروع کر دینگے۔ مجھے اس پر ایک اپنا

غور کرنے کا لطیفہ

یاد آگیا۔ مگر وہ تو ایسا غور تھا۔ کہ اگر اس میں کوئی غلطی ہو جاتی۔ تو کوئی قومی نقصان نہیں تھا۔ زیادہ سے زیادہ ہمیں ایک وقت کھانے کی تکلیف ہو جاتی۔ مگر یہ غور بڑا خطرناک ہے۔ میں ایک دفعہ دریا پر سیر کے لئے گیا یہاں قدرت اللہ صاحب مرحوم ایک مخلص احمدی تھے۔ وہ ان پڑھ تھے۔ اور چھبیل قوم میں سے تھے۔ لیکن آدمی اخلاص والے تھے چونکہ ہمارے ساتھ قافلہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ مجھے ایک دو ۲ دن کے بعد معلوم ہوا کہ آٹا ختم ہو رہا ہے۔ باورچی میرے پاس آیا۔ اور اس نے اطلاع دی کہ کل صبح آٹا ختم ہو جائے گا۔ آج ہی کوئی انتظام کرنا چاہیئے۔ ورنہ کل تکلیف ہو گی۔ میں نے ان کے

اخلاص اور محبت

کو دیکھ کر چاہا۔ کہ یہ کام ان سے لیا جائے۔ یوں بھی ان سے بے تکلفی تھی۔ کیونکہ وہ ہمارے ہاں کام کرتے رہے تھے۔ میں نے ان کو بلایا۔ اور کہا میاں قدرت اللہ صاحب میں آپ کے سپرد ایک کام کرنا چاہتا ہوں مگر وہ کام ذرا جلدی کرنے والا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ یہاں

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

بیسیوں مہمان آتے رہتے ہیں۔ اور ہمارا قافلہ بھی بہت بڑا ہے۔ باورچی نے یہ اطلاع دی ہے کہ کل صبح آٹا ختم ہو جائے گا۔ آپ

گندم کی دو بوریاں

اٹھوا کر لے جائیں اور کسی خراس سے پسوا لائیں۔ پھیرو چیچی کے ارد گرد کئی خراس ہیں۔ آپ کے سپرد میں یہ کام اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ واقف ہیں یہ کام ذرا جلدی کر لیں گے۔ بہر حال آج شام تک یہ کام ہو جانا چاہیئے کیونکہ کل صبح ہمیں آٹے کی ضرورت ہوگی۔ وہ بوریاں اٹھوا کر لے گئے اور مجھے یہ بات بھول گئی۔ دوسرے دن شام کو باورچی نے کہلا بھیجا کہ آج صبح اور شام کے لئے تو ہم نے آٹا مانگ کر گذارہ کر لیا ہے۔ مگر آخر یہ حالت کب تک چلے گی۔ ایک وقت میں ۲۵ - ۳۰ سیر آٹا پکتا ہے۔ اور گاؤں میں سے اتنا آٹا میسر آنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ لوگوں نے گھروں میں چکیاں رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور وہ اتنا آٹا ہی پیستے ہیں جتنی ان کو ضرورت ہوتی ہے زیادہ ذخیرہ اپنے پاس نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمیں دقت پیش آرہی ہے۔ گاؤں سے مسلسل اتنا آٹا مل نہیں سکتا۔ اور اپنا آٹا اب تک نہیں پہنچا۔ میں نے ایک آدمی کو کہا کہ جاؤ اور دیکھو کہ

میاں قدرت اللہ صاحب

کہاں گئے ہیں۔ وہ گندم کی دو بوریاں اٹھوا کر لے گئے تھے۔ مگر اب تک واپس نہیں آئے خدا کرے خیر ہو۔ آدمی گیا اور اس نے واپس آکر کہا کہ میاں قدرت اللہ صاحب ملے نہیں۔ میں نے کہا خیر ہو شاید آج رات تک پہنچ جائیں۔ وہ دن بھی گذرا تو تیسرے دن باورچی نے پھر شکایت کی کہ اس وقت بھی ہم نے آٹا قرض لے کر پکایا ہے۔ مگر گاؤں والے آخر کب تک ہمیں آٹا مہیا کر سکیں گے۔ اس پر پھر میاں قدرت اللہ صاحب کی تلاش کی گئی تو وہ اپنے گھر میں ملے۔ باہر سے آدمی نے ان کو آوازیں دینی شروع کیں۔ کہ میاں قدرت اللہ صاحب۔ میاں قدرت اللہ صاحب آپ اندر بیٹھے ہیں اور وہاں شور پڑا ہوا ہے کہ آٹا نہیں

آپ بوریاں اٹھوا کر لائے تھے اور آپ کو کہا گیا تھا کہ جلدی آٹا پسوا کر لائیں۔ مگر آپ نے کچھ خبر ہی نہیں دی۔ کہ آخر ہوا کیا۔ ہم لوگ گاؤں والوں سے قرض لے کر آٹا کھا رہے ہیں۔ کسی سے ۵ سیر لیا ہے۔ کسی سے ۳ سیر لیا ہے۔ کسی سے ۲ سیر لیا ہے۔ اس طرح دو دن ہمیں لوگوں سے آٹا مانگتے گذر گئے ہیں۔ اور آپ ابھی تک واپس نہیں پہنچے۔ انہوں نے اندر سے ہی آواز دی کہ فکر تو مجھے بھی بہت ہے اور پھر پنجابی میں یہ فقرہ کہا کہ اسیں غور کر رہے ہاں کہ کتھے پسوائیے۔ یعنی ابھی ہم یہی غور کر رہے ہیں کہ دانے کہاں سے پسوائے جائیں حالانکہ ان سے پچاس گز پر کئی پن چکیاں تھیں۔ اور وہ اگر چاہتے تو بڑی آسانی سے آٹا پسوا سکتے تھے۔ مگر انہوں نے اس غور میں دو تین دن گذار دیئے۔ کہ آٹا اس پر پسوائیں یا اُس پر پسوائیں۔ مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو میں نے کہا انہیں غور کرنے دو۔ وہ تو ہمارے جانے کے بعد بھی اس پر غور کر کے کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ سر دست کوئی اور آدمی چلا جائے۔ اور آٹا پسوا لائے چنانچہ آدمی گیا اور آٹا پسوا کر لے آیا۔ یہ بھی ویسا ہی غور ہے جیسا میاں قدرت اللہ صاحب مرحوم کا غور تھا مگر اس غور میں تو کوئی زیادہ حرج نہیں تھا۔ کیونکہ گاؤں والوں سے آٹا مل جاتا۔ وہاں احمدیوں کا سو دو سو گھر ہے اگر دو دو چار چار سیر آٹا بھی ایک ایک گھر سے قرض لیا جاتا۔ تو چار پانچ دن تک گذارہ ہو جاتا۔ بعد میں اپنا آٹا آجاتا۔ تو لوگوں سے مانگا ہوا آٹا انہیں واپس کیا جا سکتا۔ لیکن اگر ہمیں گاؤں والوں سے آٹا نہ مل سکتا۔ تب بھی کیا ہوتا یہی ہوتا کہ ایک دو وقت کا فاقہ آجاتا اور فاقہ ایسی چیز نہیں۔ جو انوکھی ہو۔ دنیا میں اور بھی کئی لوگ فاقہ کرتے ہیں مگر یہ کام ایسا نہیں کہ اگر اس کے متعلق ہمارا غور لمبا ہو جائے تو بعد میں اس سے پیدا شدہ نقصانات کا ازالہ ہو سکے۔ یا ان نقصانات کو برداشت کیا جا سکے۔ ہماری جماعت کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہماری حالت اس وقت

بتیس ۳۲ دانتوں میں زبان

کی طرح ہے۔ اور ہماری تھوڑی سی غفلت ہمارے کاموں کو اس طرح نقصان پہنچا سکتی ہے۔ کہ بعد میں ہمارے لئے اس کا ازالہ بالکل ناممکن ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ بعض دفعہ غور اتنا لمبا چلا جاتا ہے۔ کہ کام کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہم امور میں غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے مگر ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ غور کا سلسلہ ختم ہی نہ ہو اور

قومی کاموں کو نقصان

پہنچ جائے۔ مگر عام طور پر لوگوں میں یہ نقص پایا جاتا ہے۔ کہ جب بھی کوئی بات ہو وہ کہتے ہیں ہم غور کر رہے ہیں اور پھر وہ وقت کبھی آتا ہی نہیں جب ان کے غور کا سلسلہ ختم ہو۔ گویا یہ ایک ایسا لفظ ہے جو بظاہر تو نہایت اچھا ہے۔ لیکن جس مفہوم میں لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں وہ نہایت گندہ ہے وہ الفاظ ایسے استعمال کرتے ہیں جو طبیعت پر نیک اثر ڈالنے والے ہوتے ہیں۔ اور سننے والے سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ بڑے مدبر ہیں۔ انہیں غور اور فکر کی بڑی عادت ہے۔ لیکن ان کا اصل مقصد کچھ اور ہوتا ہے اور وہ اس اچھے اور نیک لفظ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اُن کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں کوئی شخص نماز پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن اس سے کسی نے پوچھا۔ کہ تم نماز کیوں پڑھتے ہو۔ اس نے کہا میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ سجدہ میں ہوا اچھی طرح خارج ہو جاتی ہے۔ جس طرح اس شخص نے ایک اچھا لفظ اپنے لئے اختیار کر لیا تھا۔ کہ میں نماز پڑھتا ہوں لیکن در اصل اس کا مقصد نماز سے تمسخر اور استہزاء تھا۔ اسی طرح عام طور پر غور کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر اس کے معنے غور کے نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے معنے سستی اور غفلت اور بے توجہی اور عدم اعتنائی کے ہوتے ہیں۔ لیکن

لفظ غور و فکر کا استعمال

کیا جاتا ہے۔ تا سننے والے سمجھیں کہ یہ لوگ بڑے نیک ہیں۔ بڑا غور اور فکر کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے اصل معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ کوئی کام نہیں کر رہے۔

امام ابو حنیفہ رضؓ

ایک دفعہ بازار میں سے گذر رہے تھے۔ کہ کسی شخص نے آپ سے پوچھا۔ کہ کیا آپ کو بھی کسی نے ایسی نصیحت کی ہے۔ جس سے آپ کو فائدہ ہوا ہو۔ انہوں نے کہا ہاں ایسی نصیحت کی کہ ساری عمر مجھے وہ نصیحت نہیں بھول سکتی۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیا نصیحت تھی۔ جس نے آپ کو فائدہ دیا۔ انہوں نے فرمایا میں ایک دفعہ بازار میں سے گذر رہا تھا۔ بارش ہو رہی تھی کہ

ایک بارہ تیرہ سال کا لڑکا

دوڑتا ہوا میرے پاس سے گذرا۔ میں نے اسے کہا۔ بچے ذرا آرام سے چلو اگر پھسل گئے تو چوٹ لگے گی۔ میری یہ بات سنکر وہ بچہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور مجھے پہچان کر کہا حضور آپ آرام سے چلیئے۔ میں پھسل گیا۔ تو کوئی بڑی بات نہیں ایک معمولی لڑکا ہوں۔ پھسلا تو ہڈی پسلی ٹوٹ جائے گی۔ لیکن اگر آپ پھسلے تو ساری امت پھسل جائے گی اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ احتیاط سے فتویٰ دیا کریں۔ اگر آپ کوئی علمی غلطی کر بیٹھے۔ تو لاکھوں آدمیوں کو نقصان پہنچ جائے گا۔ وہ دن گیا اور آج کا دن آیا۔ اس بچہ کی یہ بات مجھے آج تک نہیں بھولی کہ

امام صاحب آپ احتیاط سے چلیں

آپ پھسلے تو ساری امت پھسل جائے گی۔ ہماری جماعت کے افراد کو بھی یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے دین کی محافظ ہے۔

اگر ہم پھسلے

تو عالمِ اسلام کی تمام عمارت پھسل جائے گی۔ آسمان پھسل جائے گا۔ زمین پھسل جائے گی۔ اور ہم خدا تعالیٰ کے سامنے اپنی اس کوتاہی کے ذمہ وار ہوں گے۔ اس لئے ہماری جماعت کے دوستوں کو سستی اور غفلت سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ خصوصاً کارکنوں کو میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں الیکشنوں کی تیاری میں پوری محنت اور تندہی سے کام لینا چاہیئے۔ چونکہ

الیکشن کی لسٹیں

باہر بھی تیار ہو رہی ہیں۔ اس لئے قادیان سے باہر کی جماعتوں کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کے علاقوں میں کونسلوں کے انتخاب کے لئے جو نئی لسٹیں بن رہی ہیں وہ انہیں احتیاط اور توجہ سے بنوانی چاہئیں۔ اور اس بارہ میں وقت کی جس قدر قربانی کی ضرورت ہو۔ وہ انہیں قربان کرنا چاہئے۔ مجھے تعجب ہے کہ ابھی گزشتہ دنوں صدر انجمن احمدیہ کے ایک ادارہ سے انتخابات کے کام کے لئے ایک آدمی مانگا گیا۔ تو اس نے

آدمی دینے سے انکار

کردیا۔ میری ایک بیوی اس سال امتحان دے رہی ہیں۔ ۱۵ جون کو ان کا امتحان ہونے والا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ کام کرنا صرف تمہارے سپرد نہیں۔ اور لوگوں کا بھی فرض ہے کہ کام کریں۔ تم اس وقت چھٹی لے لو۔ کیونکہ تمہارا امتحان قریب ہے۔ ان کی جگہ اتفاقاً ایک استانی مقرر کی گئیں۔ اس پر محکمہ کو لکھا گیا کہ فلاں استانی کو کچھ دنوں کے لئے فارغ کردیا جائے۔ کیونکہ ان سے سلسلہ کا ایک اور ضروری کام لینا ہے۔ محکمہ نے جواب دیا۔ کہ ہم اس استانی کو فارغ نہیں کرسکتے میرے نزدیک

اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے افسر

خود اس قابل ہیں کہ ان کو فارغ کردیا جائے۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ قومی کام کیا ہوتا ہے۔ اور وہ کتنی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ اتنا ہی جانتے ہیں کہ ہم افسر ہیں اور ہماری مرضی ہے کہ ہم لوگوں سے جو چاہیں کام لیں۔ چاہے وہ مرضی ایسی ہی ہو۔ جیسے آب زمزم میں پیشاب کرنے والے

نالائق کی مرضی

تھی۔ اس قسم کے لوگ اپنی گندی ذہنیتوں سے دوسروں کو بگاڑنے کا موجب ہوتے ہیں۔ اور بالا افسران اور صدر انجمن احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ ان کی اصلاح کریں۔ وہ ایسے پھوڑے ہیں جو

چیر کر درست کرنے کے قابل

ہیں۔ قومی کاموں میں ہمیشہ بڑے کام کے مقابلہ میں چھوٹے کام کو قربان کیا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا اصل ہے جو ترقی کرنے والی قومیں ہمیشہ اپنے مدنظر رکھتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں سارے کام لوگ کرتے چلے جاتے تھے۔ اور کبھی وہ یہ سوال نہیں اٹھاتے تھے۔ کہ یہ کام ہم کیوں کریں۔ ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ جانتے تھے کہ ہمیں جو کچھ کہا جاتا ہے سلسلہ کے لئے کہا جاتا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کام کو سرانجام دیں۔ آخر غور کرنا چاہئے کہ کیا اس زمانہ میں ہیڈماسٹروں کو یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ ہمارا نتیجہ اچھا ہو۔ یا کیا اس زمانہ کے ہیڈماسٹروں اور افسروں کے دل پتھر کے تھے۔ اور آج کل کے

ناظر اور ہیڈماسٹر اور مدرس

بڑے نرم دل ہیں جن کو کوئی ٹھیس نہیں لگنی چاہئے۔ ان کا نتیجہ اگر خراب نکلتا تھا تو بے شک نکلتا۔ لیکن آجکل کے ہیڈماسٹروں اور مدرسوں کا نتیجہ خراب نہیں نکلنا چاہئے یقیناً جو کچھ پہلوں نے کیا وہ برا نہیں تھا۔ بلکہ اچھا تھا۔ اور جو شخص اس طریق سے ہٹتا ہے۔ وہ اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ کہ پہلوں کے دلوں میں فرشتہ بیٹھا تھا۔ لیکن اسکے دل میں شیطان آگھسا ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اگر ہم دیکھیں کہ کسی شخص کے دل میں شیطان گھس گیا ہے۔ اس کی ملی اور مذہبی روح کمزور ہوگئی ہے۔ اور انفرادیت کی روح اس میں ترقی کر رہی ہے۔ تو اس خرابی کا سر کچلنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جب کسی قوم کے افراد میں انفرادیت کی روح ترقی کر جاتی ہے اور انتظامی روح کمزور ہو جاتی ہے۔ تو وہ پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی کچھ بھی وقعت باقی نہیں رہتی۔ پس میں

ناظر اعلےٰ اور صدر انجمن احمدیہ

کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس قسم کی روح کی اصلاح کریں۔ اب صرف آٹھ دس دن باقی ہیں۔ اگر ہر محکمہ اسی قسم کا رویہ دکھائے۔ تو کام کس طرح چلے۔ تب تو چاہئے کہ سوا ڈیڑھ سو کارکن صرف ہنگامی کاموں کے لئے رکھے جائیں۔ جن سے یہ کام لیا جائے پس یا تو صدر انجمن احمدیہ ایسا ریزولیوشن پاس کرے کہ سوا ڈیڑھ سو کارکنوں کو ہنگامی کاموں کے لئے رکھا جاتا ہے۔ وہ اور دنوں میں فارغ رہیں گے۔ لیکن جب ہنگامی طور پر کوئی ضرورت پیش آجائے گی۔ تو ان سے کام لیا جائے گا۔ ورنہ انجمن اپنے افسروں کی ذہنیت کو بدلے جو سلسلہ کا کام پیش آنے پر یہ جواب دے دیتے ہیں۔ کہ ہم اس کام کے لئے کسی کو فارغ نہیں کرسکتے۔ سلسلہ کے کام کا تو ہر شخص ذمہ وار ہے۔ کجا یہ کہ وہ شخص جو سلسلہ سے روٹی لیکر کھاتا ہو وہ اپنے آپکو سلسلہ کے کاموں کا ذمہ وار نہ سمجھے۔ اگر دوسرے لوگ سلسلہ کے کاموں کے ذمہ وار ہیں۔ تو وہ لوگ جو سلسلہ سے تنخواہ لے کر روٹیاں کھاتے ہیں وہ کیوں ذمہ وار نہیں۔ کیا یہ بات کسی معقول انسان کے ذہن میں آسکتی ہے کہ ایک تاجر تو سلسلہ کے کاموں کا ذمہ وار ہے۔ ایک مزدور تو سلسلہ کے کاموں کا ذمہ وار ہے ایک لوہار تو سلسلہ کے کاموں کا ذمہ وار ہے۔ ایک ترکھان تو سلسلہ کے کاموں کا ذمہ وار ہے۔ مگر وہ لوگ جن کی روٹی انجمن کے خرچ پر چلتی ہے۔ وہ اس کے کاموں کے ذمہ وار نہیں ہیں۔ یقیناً کوئی شخص ایسی غیر معقول بات تسلیم نہیں کرسکتا۔ لیکن پھر بھی ہر جماعت میں کچھ کمزور لوگ ہوتے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ انجمن کے بعض اپنے آدمی سلسلہ کے کام نہیں کرتے۔ تو ان کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ اور وہ کہنا شروع کردیتے ہیں۔ کہ جب انجمن والے یہ کام نہیں کرتے تو ہم کیوں کریں۔ گو ان کا یہ جواب انکی بے ایمانی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ انجمن خدا نہیں۔ اگر انجمن ساری کی ساری مرتد ہو جائے اگر انجمن ساری کی ساری گمراہ ہو جائے۔ اگر انجمن ساری کی ساری بے دین ہو جائے تب بھی ہم کہیں گے کہ ہمیں اسکی کیا پرواہ ہوسکتی ہے ہم کہیں گے کہ جہاں دس شیطان پہلے موجود تھے۔ وہاں بیس شیطان اور پیدا ہو گئے ہیں بہرحال اگر ہمارا خدا تعالےٰ سے تعلق ہے۔ تو

ہمیں انجمن کی کوئی پرواہ نہیں

ہوسکتی۔ ہر ایک اکیلا اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے سامنے ذمہ وار سمجھتا ہے۔ ایک بڑھئی سلسلہ کے کاموں کا ویسا ہی ذمہ وار ہے۔ جیسے صدر انجمن احمدیہ۔ ایک ڈاکٹر سلسلہ کے کاموں کا ویسا ہی ذمہ وار ہے جیسے صدر انجمن احمدیہ۔ اور ایک لوہار سلسلہ کے کاموں کا ویسا ہی ذمہ وار ہے۔ جیسے صدر انجمن احمدیہ پس ہمیں اس کی تو پرواہ نہیں ہوتی چاہئے کہ

انجمن کیا کرتی ہے

لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کمزور دل لوگ اس کو بہانہ بنا لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جب صدر انجمن احمدیہ فلاں کام نہیں کرتی۔ تو ہم کیوں کریں۔ اس قسم کے بیماروں کو بچانے کے لئے اگر صدر انجمن احمدیہ بعض آدمیوں میں نقص دیکھتی ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں ہم سلسلہ کے فلاں کام کے ذمہ وار نہیں۔ تو اسے اپنے ان ساتھیوں کی

دماغی اصلاح کی کوشش

کرنی چاہئے تا ایسا نہ ہو۔ کہ وہ لوگ دوسروں کے لئے کسی فتنہ کا موجب بن جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک سب لوگ برابر ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ اگر ایک بڑا شخص برا نمونہ دکھلائیگا۔ تو اس کا بد اثر دوسروں پر بھی پڑیگا۔ اور وہ بھی عمل میں سست ہو جائینگے مثلاً نماز کے متعلق جس طرح ایک باپ خدا تعالےٰ کے سامنے ذمہ وار ہے۔ اسی طرح ایک بیٹا خدا تعالےٰ کے سامنے ذمہ وار ہے۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اگر باپ نماز پڑھنے میں سست ہوگا۔ تو بیٹا بھی لازماً سست ہو جائیگا۔ یوں خدا تعالےٰ کے سامنے دونوں ذمہ وار ہیں۔ باپ بھی ذمہ وار ہے اور بیٹا بھی ذمہ وار ہے۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ باپ بھی خدا تعالےٰ کا بندہ ہے۔ اور بیٹا بھی خدا تعالےٰ کا بندہ ہے۔ لیکن

باپ سست ہوگا تو بیٹا بھی ضرور سست ہو جائیگا

یا مثلاً خدا تعالےٰ کے سامنے جس طرح ایک ماں شرعی امور کے متعلق جواب دہ ہے۔ اسی طرح بیٹی خدا تعالےٰ کے سامنے جواب دہ ہے۔ ماں بھی خدا تعالےٰ کی بندی ہے۔ اور بیٹی بھی خدا تعالےٰ کی بندی ہے۔ لیکن اگر ماں سست ہوگی۔ تو بیٹی پر بھی اس کا ضرور اثر پڑیگا۔ اور وہ بھی نماز روزہ میں سست ہو جائے گی۔

پس انجمن کو اپنے کارکنوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر ان میں قومی روح نہیں ہوگی۔ تو گو مومنوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ وہ کہیں گے۔ انجمن جو چاہے کرے۔ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے ذمہ وار ہیں۔ لیکن کمزور لوگ یہ ضرور کہیں گے۔ کہ جب یہ لوگ جو اس کام پر خاص طور پر مقرر ہیں۔ فلاں کام نہیں کرتے۔ تو ہم کیوں کریں۔ ان کا یہ فقرہ تو بے ایمانی کا ہوگا۔ مگر یہ بے ایمانی ایسی ہوگی۔ جو اپنے اندر وسعت رکھتی ہے۔ پہلے ایک شخص بے ایمان ہوگا۔ پھر دو شخص بے ایمان ہوں گے۔ پھر دس اور بیس بے ایمان ہوں گے۔ پس صدر انجمن احمدیہ کو اپنے کارکنوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ایسے ہنگامی کاموں کے وقت دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ صورت ہو سکتی ہے۔ کہ انجمن بڑا وسیع عملہ رکھے۔ اور سو ڈیڑھ سو کارکن صرف ہنگامی ضروریات کے لئے مہیا کرے۔ اور اگر یہ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ ہر وقت یہ امر اپنے مدنظر رکھے کہ ایسے

ہنگامی کاموں اور اہم قومی ضروریات کے لئے

اگر آدھے یا دو تہائی آدمی بھی کسی وقت فارغ کرنے پڑیں۔ تو بے شک فارغ کر دیئے جائیں اور جو لوگ باقی رہیں۔ وہ دوسروں کا بوجھ اٹھا لیں۔ دنیا میں یہی ہوتا ہے۔ ایک زمیندار گھر میں دو آدمی ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے ایک ہل چلاتا ہے۔ اور دوسرا جانوروں کے لئے چارہ وغیرہ کا انتظام کرتا ہے۔ اگر کسی وقت چارہ کا انتظام کرنے والا بیمار ہو جاتا ہے۔ تو دوسرا شخص ہل بھی چلاتا ہے اور چارے کا بھی انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح اگر دو ہالی ہوں اور ان میں سے ایک بیمار ہو جائے۔ تو عارضی طور پر دوسرا شخص اپنے اوپر زائد بوجھ ڈال لیتا ہے۔ اپنا ہل بھی چلاتا ہے۔ اور دوسرے کی زمین میں بھی ہل چلاتا ہے۔ اسی طرح ہسپتال میں بعض دفعہ ڈاکٹر بیمار ہو کر آٹھ دس دن کی رخصت پر چلا جاتا ہے۔ تو کمپونڈر اس کی جگہ کام کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر کمپونڈر بیمار ہو جائے۔ تو ڈاکٹر اس کا کام سنبھال لیتا ہے۔ یہی طریق دنیا میں ہر جگہ جاری ہے۔ اور ہر محکمہ میں بھی ہوتا ہے۔ کہ اگر بیماری یا کسی ہنگامی ضرورت کی وجہ سے ایک دو کارکن چند دنوں کے لئے چلے جائیں۔ تو باقی کارکن ان کا بوجھ اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔ جب ہر محکمہ میں ایسا ہوتا ہے۔ تو کیا مدرسں ایسا نہیں کر سکتے۔ اگر ان میں نیکی اور تقویٰ ہو۔ اگر

ملی اور مذہبی کاموں کو بخوشی سرانجام دینے کی روح

ان میں پائی جاتی ہو۔ تو یہ ہرگز کوئی ایسی بات نہیں۔ جس پر ان کے دلوں میں اعتراض پیدا ہو۔ وہ اپنے آدمیوں میں سے ایک دو کو فارغ کر سکتے ہیں۔ اور اس کی جگہ خود کام کر سکتے ہیں۔ جس طرح ہسپتال میں اگر ایک ڈاکٹر آٹھ دس دن کی چھٹی پر چلا جاتا ہے۔ تو کمپونڈر اس کا کام سنبھال لیتے ہیں۔ کمپونڈر چلا جائے تو ڈاکٹر اس کی جگہ کام کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس طرح ہل چلانے والا بیمار ہو جاتا ہے۔ تو دوسرا شخص جو چارہ لانے کا کام کیا کرتا تھا۔ وہی ہل بھی چلاتا ہے۔ اور چارہ بھی لاتا ہے اسی طرح مدرسوں میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ اگر چند مدرس ہنگامی ضروریات کے لئے فارغ کرائے جائیں تو باقی مدرس ان کا بوجھ اٹھا لیں۔ اور کام کو نقصان نہ پہنچنے دیں۔ آخر مدرس سارا وقت کام نہیں کرتے زیادہ سے زیادہ چار گھنٹے کام کرتے ہیں اور باقی وقت فارغ رہتے ہیں۔ اگر چند دنوں کے لئے انہیں دو چار مدرسوں کی جگہ چار گھنٹہ کی بجائے چھ گھنٹہ بھی کام کرنا پڑے۔ تو یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ جو شخص تین گھنٹے کام کرتا ہے۔ وہ چار گھنٹے بھی کام کر سکتا ہے۔ اور جو چار گھنٹے کام کرتا ہے۔ وہ پانچ گھنٹے بھی کام کر سکتا ہے۔ اور کسی قسم کا حرج واقعہ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال یہ ساری باتیں ہو سکتی ہیں۔ مگر

نیت بخیر ہونی چاہیئے

جب نیت درست ہو۔ تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہ فلاں ناظر نے کیا کیا۔ یا فلاں نائب ناظر یا افسر صیغہ یا ہیڈ ماسٹر نے کیا کیا۔ انسان سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے میں ذمہ وار ہوں۔ مجھے اس امر کی کیا پروا ہے۔ کہ زید نے کیا کیا یا بکر کیا کر رہا ہے۔ لیکن جب نیت خراب ہو جائے۔ تو ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ اور پھر ایسے شخص کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ پیچھے ہٹتے ہٹتے وہ جہنم میں جا پڑتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جب ایمان مضبوط ہو۔ تو ہر شخص اپنی ذمہ واری کو آپ محسوس کرتا ہے۔ وہ جب دیکھتا ہے۔ کہ میرا دوسرا ساتھی غفلت اور کوتاہی سے کام لے رہا ہے۔ تو بجائے طعنہ زنی کرنے اور ہنسی مذاق سے کام لینے کے وہ آگے بڑھتا ہے۔ اور کہتا ہے یہ خدا کا کام ہے۔ میں نے اس کام کو بگڑنے نہیں دینا۔ تب وہ خود ذمہ وار بن کر کام کو کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ایسی

کئی مثالیں

ملتی ہیں کہ میدان جنگ میں کرنیل مارا گیا۔ تو میجر نے کمان سنبھال لی۔ میجر مارا گیا تو کیپٹن نے کمان سنبھال لی۔ کیپٹن مارا گیا تو لیفٹیننٹ نے کمان سنبھال لی لیفٹیننٹ مارا گیا تو صوبیدار نے کمان سنبھال لی۔ صوبیدار مارا گیا۔ تو جمعدار نے کمان سنبھال لی۔ حالانکہ جمعداروں کی فوجی لحاظ سے کوئی خاص تربیت نہیں ہوتی۔ مگر بیسیوں مثالیں ایسی ملتی ہیں۔ کہ جمعداروں نے فوج کی کمان سنبھال لی۔ اور وہ بڑی حفاظت سے اس کو واپس لے آئے۔ اسی طرح مومنوں میں سے جو لوگ بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ اور مرکزی کاموں پر مقرر ہیں۔ وہ اگر اپنے کاموں میں کوتاہی کریں تو

پھر ہر ادنے سے ادنے مومن

کا فرض ہے کہ وہ اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے اور خدا تعالےٰ کے دین کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچنے دے۔ اللہ تعالےٰ نے ہم پر

حجت تمام کرنے کے لئے

ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اَن پڑھ رکھا ہے۔ ورنہ کیا خدا تعالےٰ میں طاقت نہیں تھی کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو ایسی اعلیٰ درجہ کی دنیوی تعلیم دلاتا کہ کوئی شخص ظاہری تعلیم میں بھی آپ کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ یا کیا خدا تعالےٰ میں طاقت نہیں تھی۔ کہ وہ آپ کو بڑا مالدار بنا دیتا۔ خدا تعالےٰ یہ سب کچھ کر سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا یہ بتانے کے لئے کہ کبھی اسلام کے کاموں میں یہ عذر نہ کرنا کہ ہم پڑھے لکھے نہیں۔ تمہارا رسول جو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور جو اولین و آخرین کا سردار تھا وہ بھی اَن پڑھ تھا۔ جب اس نے اَن پڑھ ہو کر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا۔ تو تم اَن پڑھ ہو کر خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت کیوں نہیں کر سکتے۔ پس دینی کاموں میں کبھی یہ سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ مجھ سے بالا آدمی کیا کرتا ہے۔

مومن ہر ایک بالا ہوتا ہے

اور مساوات کے معنے بھی یہی ہیں۔ چنانچہ نمازوں میں یہی ہوتا ہے کہ بادشاہ اور گدا۔ امیر اور غریب سب ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہی سبق سکھایا ہے۔ کہ جب ضرورت پیش آ جائے۔ اس وقت تمہیں یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ فلاں بڑا آدمی کیا کام کر رہا ہے۔ ہم نے بڑے اور چھوٹے کا امتیاز اپنی مسجد میں نہیں رکھا۔ اس لئے اگر ایک ایسا شخص جو تمہیں بظاہر بڑا نظر آتا ہے۔ دین کے کاموں میں کوتاہی کرتا ہے۔ تو تم جو بظاہر چھوٹے سمجھے جاتے ہو تمہارا فرض ہے کہ اس بوجھ کو اٹھا لو۔ اور اسلام کے جھنڈے کو نیچا نہ ہونے دو۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو

اپنی ذمہ واری سمجھنی چاہیئے

اور انہیں کبھی یہ نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کے ناظر یا نائب ناظر یا ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹرس وغیرہ کیا کرتے ہیں اگر وہ کام کریں۔ تو اچھی بات ہے۔ اگر وہ اپنی ذمہ داری عمدگی سے ادا کرتے ہیں تو ہمارے بھائی ہیں اور اگر وہ اپنی ذمہ واری ادا نہیں کرتے تو وہ ہمارے نزدیک ویسے ہی ہیں جیسے غیر لوگ۔ ہمارا ان سے اتنا ہی تعلق اور پیار ہے۔ جتنا ان لوگوں کے دلوں میں تقویٰ پایا جاتا ہے۔ اگر کسی وقت تقویٰ ان کے دلوں سے نکل جاتا ہے اور

خشیت اللہ کی روح

ان میں نہیں رہتی تو دوسرے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ دین کا کام خود سنبھال لیں اور چاہے کچھ ہو جائے سلسلہ کے کسی کام میں کوئی رخنہ واقع نہ ہونے دیں۔ کیونکہ دین کے کام میں رخنہ پیدا ہونا مومن کی برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ وہ بہرحال خدا تعالےٰ کے کام کو نقصان نہیں پہنچنے دیتا چاہے اس کوشش میں اسکی جان چلی جائے۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

۱۳ ماہ احسان ۱۳۲۵ھش مطابق ۱۳ جون ۱۹۴۶ء

دو تازہ رویاء

آج بعد نماز مغرب تا عشا کی مجلس میں حضور نے اپنے ۲ دو تازہ رویا بیان فرمائے۔ ایک رویا کے متعلق فرمایا۔ لاہور جانے سے تین چار روز قبل دیکھا کہ مسجد مبارک کے نیچے جو کمرہ ہے۔ اور جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں پر کشف میں چھینٹے پڑے تھے۔ اس میں چارپائی پر میں بیٹھا ہوں کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم آ گئے ہیں۔ جوان شکل میں ہیں۔ ڈاڑھی مونچھیں منڈی ہوئی ہیں اور سر پر پگڑی کی بجائے ٹوپی ہے۔ میں انہیں دیکھ کر خوش ہوا۔ کہ آ گئے۔ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور پوچھا قادیان آ جاؤں۔ میں نے کہا ضرور آ جائیں۔ مولوی صاحب نے کسی اسبیل تذکرہ پر کہا۔ آپ نے کہا تھا۔ تو میں چلا گیا تھا۔ اس بات سے میں نے انکار کیا۔ مگر انہوں نے پھر اصرار کیا۔ میں نے کہا میں اسی کوٹھڑی میں آیا تھا۔ جب میں جانے لگا تو آپ نے رقعہ دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ اجازت دیں۔ تو میں چلا جاؤں۔ اس پر میں نے اجازت دی تھی۔ اس پر مولوی صاحب کو اپنی بات یاد آ گئی۔ اور انہوں نے مان لیا۔ میں نے کہا آپ کو گئے چار سال ہو گئے۔ انہوں نے کہا نہیں دس مہینے۔

حضور نے اس کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا۔ جا کر آنے کے معنی اصلاح کی صورت پیدا ہونے کے ہیں۔ ممکن ہے۔ ان کے کسی بچہ میں کمزوری ہو۔ اور اس کی اصلاح ہو جائے ڈاڑھی منڈا دیکھنا یوں تو اچھا نہیں۔ مگر نوجوانی پر دلالت کرنے کے لئے اس طرح ہو جاتا ہے۔

دوسرا رویا حضور نے یہ بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا لاہور کا ایک غیر احمدی رئیس مجھ سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ اس وقت میرے پاس کوئی سیکرٹری ہے۔ اسے رئیس صاحب نے اشارہ کیا کہ الگ ہو جائیں تاکہ میں بات کر سکوں۔ وہ الگ ہو گئے تو انہوں نے کہا

"حضور آپ کی پیشگوئی پوری ہو گئی"

اس وقت ذہن میں یہ نہیں آیا کہ کونسی پیشگوئی کے متعلق کہا ہے۔ ممکن ہے۔ لاہور سے کوئی تعلق رکھنے والی بات پوری ہو۔

جرمنی جانے کی اجازت نہیں ملی

فرمایا۔ ہمارے جو مبلغ حال میں باہر گئے ہیں۔ ان میں سے جرمنی جانے والوں کے متعلق اطلاع آئی ہے۔ کہ انہیں جانے کی اجازت نہیں مل رہی۔ پہلے اس علاقہ میں جانے کے لئے درخواست دی گئی تھی جس پر انگریزوں کا قبضہ ہے مگر انکار کر دیا گیا ہے۔ پھر اس علاقہ میں جانے کے لئے جس پر امریکہ قابض ہے درخواست دی گئی۔ انہوں نے بھی انکار کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ مبلغین کے جرمنی جانے کا کونسا وقت مناسب ہے

ڈبوں کا گوشت

ایک فوجی نوجوان نے عرض کیا کہ ڈبوں میں جو گوشت آتا ہے اس کے کھانے کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فرمایا۔ ولایت سے آنے والا گوشت تو جھٹکہ کا گوشت ہوتا ہے وہ نہیں کھانا چاہیئے۔ لیکن ہندوستان میں جو گوشت خشک کر کے ڈبوں میں بند کیا جاتا ہے اس کے متعلق جہانتک ہمیں معلوم ہے ذبیحہ کا گوشت ہوتا ہے وہ کھا لیا چاہیئے۔

جھٹکہ اور حلال

عرض کیا گیا۔ جھٹکہ اور حلال کے متعلق سکھ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ مسلمان مچھلی کو کیوں ذبح نہیں کرتے۔ فرمایا۔ اسلام نے ان جانداروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جن میں دوران خون ہوتا اور پھیپھڑا میں سانس لیتے ہیں۔ اور ذبیحہ میں یہ حکمت ہے کہ خون جسے اسلام نے حرام قرار دیا ہے اور جس میں زہر ہوتا ہے۔ ذبح کرنے سے نکل جاتا ہے۔ لیکن جھٹکہ کرنے کی صورت میں جسم میں ہی رہتا ہے۔ ورنہ اسلام کو اس سے کیا کہ جانور کو گلے سے ذبح کیا جائے یا گردن سے۔ گردن میں ایسی رگیں ہوتی ہیں کہ ان پر ضرب پڑنے سے بیہوشی طاری ہو جاتی ہے اور دوران خون رک جاتا ہے۔ مچھلی میں چونکہ اس قسم کا خون نہیں ہوتا اس لئے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں ایسا خون ہی نہیں ہوتا جسمیں زہر ہو۔ پھر ذبح کرنے کے کیا معنی

کرشن اور رام نام

ایک صاحب نے عرض کیا۔ ہم حضرت کرشن جی اور رام چندر جی کو نبی مانتے ہیں۔ پھر ان کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام کیوں نہیں رکھتے۔ فرمایا۔ آپ نام نہیں رکھتے تو پوچھتے مجھ سے ہیں۔ میں نے کئی نام اس قسم کے رکھے ہیں کرشن احمد منظور کرشن وغیرہ۔ جو شرح صدر سے اس قسم کا نام قبول کرتے ہیں ان کو ایسا نام دے دیا جاتا ہے۔ دراصل جن ناموں سے لوگ شناسا ہوتے ہیں۔ اور قرآن کریم میں پڑھتے ہیں۔ ان پر نام رکھنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ ہندوؤں سے زبان کی وجہ سے چونکہ مسلمانوں کو بعد ہے۔ اس لئے عام طور پر لوگوں کی ادھر توجہ نہیں جاتی۔

لڑکیوں کے ناپسندیدہ نام

اس سلسلہ میں فرمایا۔ آج کل لڑکیوں میں اس قسم کے نام رکھنے یا اپنے ناموں کے ساتھ ایسے الفاظ لگانے کا بہت شوق پایا جاتا ہے۔ اختر۔ انجم۔ زہرا وغیرہ جو عام طور پر کنچنیوں کے نام ہوتے ہیں۔ اور فاطمہ۔ خدیجہ۔ زینب وغیرہ نام رکھنے گھبراتی ہیں۔ ان کو سمجھایا جائے کہ ایسے نام کیوں رکھتی ہو۔ تو ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ دراصل لوگ نام کی حکمت کو نہیں دیکھتے۔ بلکہ رواجوں اور فیشن کو دیکھتے ہیں۔

مرزا محمد ابو سعید صاحب کا قتل

فرمایا۔ پرسوں میں لاہور میں ہی تھا جب مرزا محمد ابو سعید صاحب سپرنٹنڈنٹ ریلوے پولیس کو ایک سکھ نے قتل کر دیا۔ اس پر میں نے توجہ دلائی کہ یہ قتل ان شورشوں کا نتیجہ ہے جو وزارتی کمیشن کے آنے پر ملک میں ہو رہی ہیں۔ خصوصاً حال ہی میں سکھوں کی جو میٹنگ امرتسر میں ہوئی وہ بہت اشتعال انگیز تھی۔ یہ گورنمنٹ کی غلطی ہے کہ جب کوئی شرارت کرتا ہے تو یہ دیکھتی ہے کہ شرارت کرنے والا طاقتور ہے یا کمزور۔ اگر طاقتور ہو۔ تو خاموش رہتی ہے۔ اور اگر کمزور ہو تو کارروائی کرتی ہے۔ حالانکہ زیادہ تر فساد طاقتور ہی کرتے ہیں۔ جس شخص نے ابو سعید صاحب کو قتل کیا وہ پہلے امرتسر گیا۔ پھر لاہور آ کر اس نے حملہ کیا۔ امرتسر میں جو تقریریں کی گئیں۔ ان سے ابو سعید صاحب کا کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر حملہ کرنے کی جو وجہ بیان کی جاتی ہے اس میں بھی کوئی معقولیت نہیں۔ چھ ماہ قبل تبدیلی کی درخواست منظور نہ ہونے کا اثر اب نکلنا تھا؟ معلوم یہی ہوتا ہے کہ قاتل نے اس تحریک کا اثر لیا جو سکھوں میں مسلمانوں کے خلاف پیدا کی جا رہی ہے۔ اور سمجھا جس پر حملہ کرنے لگا ہوں وہ ابو سعید ہے۔ یہ نہ سمجھا کہ احمدی ہے۔ اور احمدی تو پہلے ہی مارے ہوئے ہیں ان کو کیا مارنا۔ اس نے مسلمان سمجھ کر قتل کر دیا۔

مرحوم میں اخلاص تھا۔ اور ان کی ساری ملازمت دیانت داری سے گزری۔ جب وہ تھانیدار تھے اس وقت بھی افسروں نے بتایا۔ کہ دیانت داری کے لحاظ سے صوبہ میں وہ ایک مثال ہے۔ مگر باوجود اس کے ان کی ترقی وغیرہ میں روکاوٹ پیدا ہوتی رہتی۔ ایک دفعہ میں نے ان سے پوچھا۔ اس کی کیا وجہ ہے تو کہنے لگے۔ پولیس میں کوئی دیانت دار ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ ایک بات انہوں نے یہ بتائی۔ کہ ہر وقوعہ کی تحقیقات تھانیدار کے ذمہ ہوتی ہے۔ مگر عملی طور پر ایسا کیا ہی نہیں جا سکتا۔ دوسرے لوگ حوالداروں وغیرہ سے تحقیقات کرا کرا اپنے نام لکھ دیتے ہیں۔ میں ایسا نہیں کرتا اس لئے جواب طلبی ہوتی رہتی ہے۔ ان کی طبیعت میں ایک قسم کا حجاب تھا۔ اور جماعت کے لوگوں سے کم ملتے تھے۔ تاکہ کوئی سفارش نہ کر دے یہ تو یہ بات غلط۔ کیونکہ اگر سفارش جائز اور درست بات کے متعلق ہو تو اس کے قبول کرنے میں کیا حرج ہے۔ اور اگر غلط ہو تو پھر اس کے ماننے کے کیا معنی۔ بہرحال ان کا طریق یہی تھا۔ اب بھی سنا ہے کہ دیانتداری میں وہ مثال تھے

اسی سلسلہ کلام میں حضور نے فرمایا۔ یہ بھی کمزوری ہے جو مسلمان افسر دکھاتے ہیں۔ وہ اس بات سے گھبراتے ہیں کہ اپنی قوم کی حمایت کی تو دوسرے کیا کہیں گے۔ بڑے افسر ہو جانے کی وجہ سے مرحوم میں بھی یہ کمزوری پیدا ہو گئی تھی کہ احمدیوں سے ملنے جلنے سے گھبراتے تھے

میرے خیال میں خانصاحب فرزند علی صاحب کی ملازمت اس لحاظ سے مثالی ملازمت ہے کہ وہ اپنے محکمہ میں مسلمانوں اور احمدیوں کو بھرتی کرتے رہتے تھے۔ اور یہ بھی کوشش کرتے رہے کہ ان کے محکمہ کے ملازموں کو اوپر ترقی ملنی چاہیئے۔ اب سات احمدی ان عہدوں پر ترقی کر گئے۔ جو پہلے ہندو یا سکھوں کو نہ ملتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خانصاحب نے کافی احمدی بھرتی کئے جن میں سے سات کو خاص ترقی ملی۔ تو خانصاحب صرف ایک احمدی ہی سمجھے۔ جنہوں نے احمدیوں کے حقوق کی دلیری سے حفاظت کی۔ باقی جو ہیں۔ ان میں مسلمانوں والی کمزوری پائی جاتی ہے اور بھی کئی کوشش کرتے ہیں۔ مگر دلیری سے نہیں۔ ہندوؤں کو ہیں نے دیکھا ہے کہ بڑی دلیری سے اپنی قوم کی حمایت کرتے ہیں۔ اور میرے نزدیک یہ ضروری ہے۔ مقررہ تناسب کے اندر اپنی قوم کو اگر اس قوم کا افسر بھرتی نہیں کرے گا۔ تو اور کون کرے گا۔ اور یہ اعتراض کے قابل بات نہیں۔ مگر مسلمانوں کی اقتصادی حالت چونکہ اچھی نہیں اس لئے مسلمان افسر مقررہ تناسب کے اندر اپنی قوم کی بھرتی کرنے سے گھبراتے ہیں۔ کہ نہ معلوم کیا ہو جائیگا۔

خاکسار غلام نبی

درخواستہائے دعا

(۱) ڈاکٹر نذیر احمد صاحب آنریری مبلغ ابی سینیا کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں۔ (۲) حافظ مبین الحق صاحب شمس نئی دہلی بعارضہ انگزیما سخت تکلیف میں ہیں (۳) مستری محمد اسمٰعیل صاحب دہلی بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ (۴) حوالدار دسوندھا خان صاحب ہزارہ باغ بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ (۵) ملک بشیر احمد صاحب شیخوپورہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ جا رہے ہیں۔ وہ کامیاب واپسی اور خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔
(۶) شیخ مفضل حق صاحب مہاجر قادیان حال بہاولنگر کی لڑکی فاطمہ بی بی صاحبہ کا اپریشن ہوا ہے
(۷) مکرم ملک غلام محمد صاحب قصور کا نواسہ وسیم احمد بعارضہ ڈبل نمونیہ بیمار ہے۔ صحت کیلئے دعا کی جائے۔

قادیان کے احباب توجہ فرمائیں!

فہرست رائے دہندگان پنجاب اسمبلی کی تیاری شروع ہے۔ قواعد کئی دفعہ اخبار میں شائع کئے جا چکے ہیں۔ یہ فہرستیں دو حصوں میں تیار ہوتی ہیں۔ جزو اول جس میں بغیر کسی درخواست کے بعض صفات کی بناء پر محرر یا پٹواری خود نام درج کرتے ہیں۔ تیار ہو چکا۔ جزو دوم کی تیاری جاری ہے۔ اس جزو میں نام کے اندراج کیلئے درخواست دینی ضروری ہے پس ایسے تمام افراد جن کو جزو اول کی صفات حاصل نہ ہوں۔ وہ تعلیم کی بناء پر درخواست دیکر اپنا نام درج کروا سکتے ہیں درخواستیں دینے کی آخری تاریخ ۲۲ جون ۱۹۴۶ء مقرر ہے۔ مردوں کے لئے پرائمری پاس ہونا اور مستورات کے لئے صرف خواندہ ہونا ضروری ہے

قادیان کے وہ تمام احباب اور خواتین جو صرف تعلیمی صفات کے ماتحت ووٹر بن سکتے ہیں۔ نوٹ فرمالیں۔ کہ ان کو جلد از جلد حسب نمونہ درخواستیں لکھ کر اپنے اپنے محلہ کے صدر صاحبان یا مستورات کی صورت میں لجنہ اماء اللہ کے سپرد کر دینی چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں ان کا نام درج ہونے سے رہ جائے

قادیان کے جو افراد عارضی طور پر قادیان سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جن کا علم نظارت کو ہو سکا ہے ان کو خود فرداً بھی اطلاع کر دی گئی ہے۔ تاہم ممکن ہے کہ کسی کو بروقت اطلاع نہ ہو۔ اس لئے بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی درخواستیں جلد از جلد شعبہ انتخابات نظارت امور عامہ کو بھجوا دیں درخواستوں پر کسی سرکاری یا منظور شدہ سکول کے ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹرس کی یا کسی گزیٹڈ آفیسر کی یہ تصدیق بھی ضروری ہے۔ کہ درخواست کنندہ نے درخواست اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ مردوں کی درخواستوں کے ساتھ اس کے علاوہ جو امتحان پاس کیا ہو۔ اس کے سرٹیفکٹ کی مصدقہ نقل بھی لگائی جائے۔ اگر درخواست انگریزی میں لکھی جائے۔ تو اس صورت میں سرٹیفکٹ کی نقل لگانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ محولہ بالا افسران کی یہ تصدیق کہ درخواست اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ ضروری ہے درخواستوں کا نمونہ درج ذیل ہے۔

مسودہ درخواست اردو!

برائے مستورات بوجہ خواندگی۔ برائے مرد بوجہ تعلیمی امتحان پاس کرنے کے

جناب عالی! مہربانی فرما کر میرا نام فہرست رائے دہندگان پنجاب اسمبلی میں درج فرمائیں میں خواندہ ہوں (یا اگر درخواست کنندہ مرد ہو۔ تو یوں لکھے کہ) میں پرائمری پاس ہوں (یا جو امتحان اس سے اوپر کا پاس کیا ہو اُس کا ذکر کیا جائے۔ اور اس کی مصدقہ نقل بھی شامل کرنی ہوگی) اس درخواست کے علاوہ میں نے کسی اور جگہ نام درج کرانے کیلئے درخواست نہیں دی۔ اور یہ ساری درخواست میرے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے

نام .... ولدیت / زوجہ .... ذات .... عمر .... پیشہ ....
سکونت .... دستخط درخواست کنندہ

تصدیق

قاعدہ ۱۶ میں جو منسلکہ مطبوعہ ہدایات میں درج ہے۔ جن افسران کا ذکر ہے۔ ان میں سے کسی کے سامنے درخواست کنندہ درخواست لکھ کر تصدیق کروائے اور امتحان کے پاس کرنے کے سرٹیفکٹ کی مصدقہ نقل شامل کی جائے)

مسودہ درخواست انگریزی

Sir,
Kindly enter my name on the Punjab Assembly Electoral Roll. I have passed the .... examination and have written this application in my own handwriting and have not submitted any other application for entry on the Electoral Roll.

Name ..... Parentage ..... caste ..... age ..
occupation ..... Place of residence, Qadian.
Date. Signature.

Certified that the applicant has written this application in his own handwriting in my presence.

شیخ سعدی شیرازی، ایران کے مقبول عام شاعر کسی دوسرے شہر میں ایک مالدار تاجر کے گھر مہمان گئے۔ جہاں اُنکی بہت ہی پرتکلف خاطر مدارات اور دعوتیں کی گئیں۔ ہر کھانے کے بعد وہ اکثر آہ بھرتے اور کہتے ——— "آہ دعوتِ شیراز ———"

تاجر نے کچھ بے اطمینانی کا اندازہ کر کے اپنے معزز مہمان کی خاطر مدارات اور دعوتوں میں دگنی سرگرمی اور تکلف شروع کر دیا۔ لیکن اِس کے باوجود بھی ہر کھانے کے بعد وہی الفاظ ——— "آہ دعوتِ شیراز ———" جاری رہے۔ اور تین دن کے بعد شاعر شیخ سعدی رخصت ہو گئے۔

کچھ دن بعد وہ تاجر شیراز گیا اور اُس نے پورا ارادہ کر لیا کہ وہ شیخ صاحب کے گھر جا کر یہ راز معلوم کریگا کہ وہ کونسی خصوصیت تھی جو دعوتِ شیراز کو اُس کی ضیافت سے اِس درجہ بہتر بنا سکتی تھی۔ اُسے سخت تعجب ہوا۔ بلکہ غصہ آیا کہ بہت معمولی کھانا ملا۔ شیخ نے کہا۔

"——— یہ بہت معمولی کھانا ہے اور اِس کی لاگت اتنی کم ہے کہ تم اگر ایک سال بھی رہو تو یہ کھانا کھا سکتے ہو ———"

اُنہوں نے اِس کی تشریح کر کے بتایا کہ یہی اصل تواضع ہے۔ جو نہ میزبان کو پریشانی میں مبتلا کر سکتی ہے نہ مہمان کو۔ ہم بھی اپنے مہمان کو سادہ غذا دے کر اپنے آپ کو بہت اچھا میزبان ثابت کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے ہر کھانے کو ——— "دعوتِ شیراز ———" بنا سکتے ہیں ——— غذا کی رسد بہت کم ہے اور وہ غریب لوگ ہیں جو سب سے زیادہ مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ ہمیشہ کے مقابلے میں آج ہی وہ وقت آیا ہے کہ ہم ایران کے عقلمند شاعر کی نصیحت پر عمل کریں۔

جاری کردہ:۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا نئی دہلی

احباب کرام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و درازی عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان میں

ٹوکے وغیرہ بنانے کا سب سے پہلا کارخانہ

مکینیکل انڈسٹریز قادیان کے تیار شدہ ٹوکے

مضبوط — اور — پائدار

نہایت ارزاں قیمت پر طلب فرمائیں

المشتہر

سید عبدالحی آف منصوری منیجنگ ڈائرکٹر

تریاق اٹھرا

دُنیائے طِب کا حیرت انگیز کارنامہ

حضرت حکیم الامت سیدنا نورالدین رضؓ کی مجرب دوا تریاق اٹھرا کے استعمال سے حمل ضائع ہونے سے بچ جاتا ہے اور بچہ ذہین، خوبصورت، توانا اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں اس کے استعمال سے حمل کی تکالیف سے نجات ملتی ہے۔
قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے مکمل خوراک گیارہ تولہ چھ ماشہ منگوانے کی صورت میں پچیس روپے

ملنے کا پتہ

دواخانہ نورالدینؓ قادیان

لیگ آف نیشنز

کی ہندوستانی ڈیلیگیٹ

محترمہ بیگم شاہنواز ایم۔ ایل۔ اے اپنے مکتوب گرامی مرقومہ ۱۹ رمئی میں تحریر فرماتی ہیں۔ کہ جس وقت آپ کا شربت روح نشاط آیا۔ میرے ہاں کھانے پر بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ اُسی وقت سب کو شربت پلایا۔ تاکہ وہ بھی دیکھ سکیں سب نے بے حد پسند کیا۔ مندرجہ ذیل اشیاء فی الفور ارسال کر دیں۔ (۱) ایک شیشی سُرمہ جواہر والا رجسٹرڈ۔ اور ایک شیشی ٹھنڈا سُرمہ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ منشی فاضل ممبر لاہور کارپوریشن کے نام وی۔ پی کردیں۔ (۲) ایک شیشی سُرمہ جواہر والا اور ایک شیشی ٹھنڈا سُرمہ اور ایک شیشی منجن لاجواب بنام بیگم بشیر احمد پریذیڈنٹ پراونشل زنانہ مسلم لیگ لاہور اور (۳) دو عدد شیشی سُرمہ جواہر والا دو عدد شیشی ٹھنڈا سُرمہ اور ایک شیشی منجن لاجواب بذریعہ وی۔ پی میرے پتہ پر۔ محترمہ فاطمہ بیگم ایڈیٹر اخبار "خاتون" ہیں۔ اور اُن کے بڑے بھائی عبدالمجید صاحب ایسٹرن ٹائمز کے ایڈیٹر ہیں۔

(رقیمہ جہاں آرا شاہنواز)

سُرمہ جواہر والا رجسٹرڈ قیمت فی شیشی پانچ روپے

فی تولہ دس روپے

ٹھنڈا سُرمہ دو روپے فی شیشی

چار روپے فی تولہ۔ شربت رُوح نشاط تین روپے بوتل

طبیہ عجائب گھر قادیان
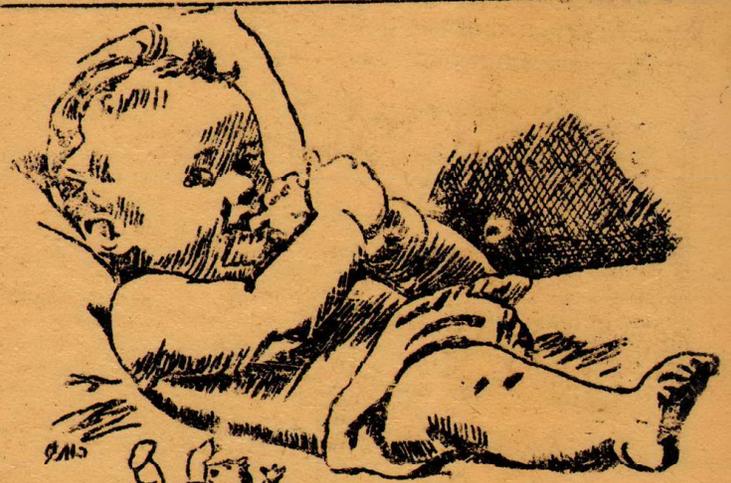
ضرورت ہے

چند ایسے آدمیوں کی جو ریڈیو کی مرمت کا کام اچھی طرح جانتے ہوں درخواستیں اس پتہ پر بھجوائیں

کرامت اللہ دارالانوار۔ قادیان

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لاہور ۱۳ رجون - مجوزہ ریلوے ہڑتال کو روکنے یا اسے ناکام بنانے کے لئے ریلوے حکام وسیع پیمانے پر تیاریاں کر رہے ہیں۔ ریلوے حکام کی کوشش یہ ہے۔ کہ کم از کم مین لائنوں پر گاڑیوں کی آمد و رفت میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

پیرس ۱۳ جون - فرانس کے سوشلسٹ صدر گوئین نے اپنا اور اپنی کابینہ کا استعفے پیش کر دیا ہے تاکہ نئی گورنمنٹ کی تشکیل کے لئے راہ صاف ہو جائے۔

دہلی ۱۳ رجون - باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ سمجھوتہ کی امید اب بھی باقی ہے۔ وزارتی مشن کانگرس کے دو مطالبات کے متعلق لنڈن سے مشورہ کر رہا ہے۔ یہ مطالبات "مساوی" کے فارمولا کی تنسیخ وغیرہ کے متعلق ہیں۔

دہلی ۱۳ جون - وزارتی مشن نے مسٹر راج گوپال آچاریہ کو ملاقات کی دعوت دے کر ایک نئی سنسنی پیدا کر دی ہے۔ باخبر حلقوں میں کہا جا رہا ہے کہ اگر کانگرس نے عارضی گورنمنٹ میں شریک ہونا منظور نہ کیا۔ تو وزارتی مشن مسٹر راج گوپال آچاریہ کو عارضی گورنمنٹ مرتب کرنے کی دعوت دے گا۔

بورن متھ ۱۳ رجون - لیبر پارٹی کی سالانہ کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں مسٹر اٹیلی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ برطانوی خارجہ پالیسی میں مندرجہ ذیل تین باتیں شامل ہوں گی۔ مختلف اقتصادی اور سیاسی طریقوں پر مبنی سلطنتوں کے درمیان تعاون کی کوششیں قومی مفادات کو اتحادی اقوام کی نمائندہ بین الاقوامی اقتدار کے ماتحت دے دینا اور دنیا کے مزدوروں کے جماعتی مفادات کی حفاظت۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان کے متعلق لیبر گورنمنٹ کی پالیسی اس بات کا ثبوت ہے کہ برطانیہ کے خلاف امپیریلزم کے الزامات بودے ہو چکے ہیں۔

پیرس ۱۳ رجون - سرکاری طور پر اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ پیرس کی پولیس کے چیف مفتی اعظم کی فراری کے باعث برطرف کر دیئے گئے ہیں۔

روم ۱۳ رجون - برطانوی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ استصواب رائے کے نتیجے کے طور پر حکومت کے اختیارات اعلےٰ خود بخود وزیر اعظم کے ہاتھ میں منتقل ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں شاہ اٹلی کا کوئی مطالبہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ آج شاہ اٹلی روم سے روانہ ہو جائیں گے۔

لاہور ۱۳ رجون سونا -/۸/۱۰۳ - چاندی -/-/۱۷۳ - پونڈ -/-/۶۷ روپے

امرتسر ۱۳ رجون - سونا -/۶/۱۰۶ روپے

لاہور ۱۳ رجون - نئے خطابات میں مرزا ابو سعید صاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ریلوے پولیس کا بھی نام آیا ہے جنہیں دو روز ہوئے ایک کانسٹیبل نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ آپ کو خانصاحب کا خطاب ملا ہے۔

نیو یارک ۱۳ رجون - امریکہ میں ایک نئے ہوائی انجن کی ایجاد ہوئی ہے۔ جو ایک جہاز میں پندرہ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بڑی کامیابی کے ساتھ چلتا رہا ہے۔

دہلی ۱۳ رجون - ریلوے سٹینڈنگ فائنینس کمیٹی کی میٹنگ آج پھر منعقد ہوئی۔ جو اڑھائی گھنٹہ تک جاری رہی میٹنگ میں ایک سب کمیٹی مرتب کی گئی جس کا اجلاس کل ہوگا۔ یہ سب کمیٹی ریلوے ملازمین کے مطالبات پر غور کرے گی۔

نانکنگ ۱۳ رجون - مانچوریا میں کیرین کے مشرق میں سنٹرل گورنمنٹ کی فوجوں میں شدید لڑائی ہو رہی ہے۔

لاہور ۱۳ رجون - خانبہادر مرزا محمد ابو سعید صاحب کپتان ریلوے پولیس کے مبینہ قاتل پرکرم سنگھ کو پولیس نے شیخ نواب علی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کر کے .. تحقیقات کے لئے ملزم کا ۱۷ رجون تک ریمانڈ حاصل کر لیا ہے

لاہور ۱۳ رجون - لاہور تانگہ ڈرائیورز یونین نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ۲۷ جون کو رات کے ۱۲ بجے سے ہندوستان میں ریلوے سٹرائیک ہو جائے۔ تو لاہور کے تانگہ ڈرائیورز بھی ایک دن کے لئے ہڑتال کریں گے۔ یہ ہڑتال ۲۸ جون کی صبح سے شروع ہوگی۔

نئی دہلی ۱۴ رجون - کانگرس ورکنگ کمیٹی کے اس فیصلہ پر کہ کانگرس برابری کے اصول پر عارضی حکومت میں شامل ہونے کے لئے تیار نہیں۔ فوراً ہی وائسرائے ہند نے فیصلہ کیا کہ کانگرسی لیڈروں کو مدعو کیا جائے۔ چنانچہ آج پنڈت نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات کی گئی۔ اور ان کے سامنے کچھ نئی تجاویز رکھیں جس کے جواب میں مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا کہ میں ان تجاویز کو ورکنگ کمیٹی کے سامنے پیش کر کے فیصلہ سے آپ کو اطلاع دوں گا۔ آج تیسرے پہر ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ کل پھر ہوگا۔

کولمبو ۱۳ رجون - لنکا کے ایک علاقہ کے ۲۵ ہزار ہندوستانیوں نے کل سے ہڑتال کر دی ہے۔ یہ ہڑتال سیلون انڈین کانگرس نے کرائی ہے۔

یروشلم ۱۳ رجون - فلسطین کی جمیعت عالیہ عربیہ کے سیکرٹری ڈاکٹر عزت طانوس نے گذشتہ شب بیان کیا کہ مفتی اعظم گذشتہ ہفتہ پیرس سے روانہ ہو گئے تھے اور اب صحیح و سلامت موجود ہیں۔ ڈاکٹر عزت ... میں سے ہیں۔ آپ نے کہا ایک لاکھ مسیحی مفتی صاحب کے ساتھ ہیں

نئی دہلی ۱۴ رجون - ایک پریس کمیونک مظہر ہے۔ کہ دو پیسے کے نئے پوسٹ کارڈ یکم جولائی ۱۹۴۶ء سے تمام ڈاکخانوں میں فروخت ہوں گے۔ جن لوگوں کے پاس تین پیسے والے پوسٹ کارڈ ہوں۔ اور ۳۰ جون کے بعد تک استعمال نہ ہو سکیں۔ وہ انہیں ۳۰ ستمبر ۱۹۴۶ء تک ڈاکخانوں میں دو پیسے والے پوسٹ کارڈوں سے بدلا سکتے ہیں

بورن ماؤتھ ۱۴ رجون - آج لیبر پارٹی کانفرنس میں مسٹر بیون برطانوی وزیر خارجہ نے کہا کہ اگر پیرس کی بات چیت ناکام رہی۔ تو برطانیہ روس کو نظر انداز کر کے محوری ممالک سے الگ عہد نامہ کرے گا

دہلی ۱۳ رجون - وائسرائے نے ایک اور گول میز کانفرنس بلانے کی جو کوشش کی تھی وہ ناکام ثابت ہوئی ہے مسٹر جناح نے وائسرائے سے کہہ دیا ہے۔ کہ جب تک برابری کا فارمولا تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ تب تک مسلم لیگ عارضی گورنمنٹ میں شریک نہیں ہوگی۔

لاہور ۱۳ رجون - پنجاب کے تمام کالجوں اور سکولوں کے پرنسپلوں اور ہیڈ ماسٹروں کے نام سرکلر جاری کیا گیا ہے۔ کہ وہ ۲۷ رجون سے پہلے موسم گرمیاں کی چھٹیاں کر دیں۔ تاکہ ...

ستارہ ۱۳ رجون - ضلع ستارہ میں جو ۱۹۴۳ء کی تحریک کے بعد پتری سرکار کا گھر سمجھا جاتا تھا۔ مسلح ڈاکوؤں نے زبردستی روپیہ حاصل کرنے اور تلووں پر ڈنڈے مارنے کی سزا دینے کے واقعات ابھی تک ہو رہے ہیں پولیس کی اطلاع ہے۔ کہ دہشت زدہ لوگ شہروں میں نقل مکان کر رہے ہیں اور پتری سرکار کے لوگ کانگرس کے نام پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

روم ۱۳ رجون آج اطالوی وزارت کا اجلاس ہوا۔ جس میں شاہ اُمبرٹو کے تخت سے دستبردار نہ ہونے پر غور کیا گیا۔ اس سلسلہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شاہ مذکور نے وزارت سے کہا ہے۔ کہ جب تک استصواب رائے عامہ کے متعلق سپریم کورٹ اپنا بیان شائع نہ کر دے میں مستعفی ہونے کو تیار نہیں ہوں۔

دہلی ۱۴ رجون - آج صبح آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ جس میں مساوی نمائندگی کے مسئلہ کو زیر بحث لایا گیا۔ جلسہ کی صدارت ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے کی اور بغیر کسی تصفیہ کے جلسہ کل پر ملتوی ہو گیا

لاہور ۱۴ رجون - نواب ممدوٹ نے آج ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ اگر برابری کے اصول کو تسلیم نہ کیا گیا۔ تو ہو سکتا ہے کہ مسلم لیگ عارضی حکومت میں حصہ نہ لینے پر مجبور ہو جائے۔

پشاور ۱۴ رجون - حزب مخالف کے لیڈر سر عبد القیوم خان نے آج ایک تقریر میں کہا۔ کہ ایک طرف تو کانگرس یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اگر وزارتی مشن مسلم لیگ کو ہندوستان کی حکومت کر دے۔ تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن دوسری طرف اس بات کو گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ اسمبلیوں میں مسلمان ممبروں کی تعداد ہندوؤں کے برابر ہو جائے گی ہندو قوم کی یہ تنگدلی اور عیاری اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مسلمانان ہند کو پاکستان کی سخت ضرورت ہے۔

لڑکے ریلوے ہڑتال ہونے سے پیشتر اپنے اپنے گھروں میں پہنچ جائیں۔ اور اس تکلیف سے بچ جائیں۔ جو ریلوے ہڑتال ہو جانے سے ہوگی۔

نئی دہلی ۱۳ رجون مرکزی پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کے ملازموں کی یونین کے سیکرٹری کا بیان ہے۔ کہ اگر گورنمنٹ نے

ملازموں کے مطالبات ۱۵ رجون تک منظور نہ کئے تو ۱۷ رجون سے ہڑتال کر دی جائے گی